SAVOY HOTEL
MUSSOORIE.
TELE { GRAMS "SAVOY" / PHONE NO. 10

سیوائے ہوٹل
۱۰ ستمبر ۴۳

جمعی فی اللہ — میں چاہتا ہوں کہ آپ دو تین دن کی
مہلت نکال کر آئیں اور مجھ سے ملیں — میں یہاں ہوں سترہ تک ہوں
بعد دہلی جاؤنگا اور دہلی سے آپکو اطلاع دونگا کہ میرا قیام
کہاں ہوگا — امید ہے کہ آپ زحمت گوارا کرینگے
اور آکر ملینگے — بہت سی ضروری باتیں کرنی ہیں

والسلام علیکم

ابو الکلام

عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری

امرتسر

دہلی ۱۰ - فروری ۴۶ء

عزیزی آپ جس دن آئے لیکن میں کام کی
مشغولیت سے ایسا بالکل بے بس ہو رہا تھا اسٹیشن
گزشتہ شب کمیٹی کا وقت ساڑھے نو تھا اور
میں دس بجے تک بھی لکھا پڑھا نہ ہو سکا اسلئے عذر خواہی
کے سوا چارہ کار نہ دیکھا۔ خیال تھا کہ آپ ٹھہریں گے
اور دوسرے دن مل سکینگے لیکن آپ ٹھہرے نہیں۔
اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو آئندہ ہفتے کے
دن آ جائیے تاکہ کچھ وقت ملاقات کے لئے نکال
سکوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس دن وقت نہ نکال سکا

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابوالکلام

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری

امرتسر

بنتِ امیر شریعت مدظلہا

توضیحات بہ سلسلہ امیر شریعتؒ اور ابوالکلامؒ

۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء کا خط الیکشن سے پہلے کا ہے اور یقیناً "ضروری باتیں" اسی سے متعلق تھیں ابا جی نہ مسوری گئے تھے نہ دلی۔ اور مولینا حبیب الرحمن لدھیانوی صاحب نے ماسوائے ابا جی کے باقی حضرات کی رضامندی و علم سے "ضروری معاملہ" طے کر لیا تھا قاضی احسان احمد صاحب اور شورش صاحب مرحومین بھی کہتے تھے ہم لاعلم تھے، (یہ "احرار یونینسٹ انتخابی مفاہمت" کا معاملہ تھا۔)

واللہ اعلم بالصواب

---

۱۰ فروری ۱۹۴۷ء کے خط کا سبب ورود یہ واقعہ بنا۔

ایم۔ اے۔ ایس اینڈ کمپنی حبیب گنج لاہور کے مالک حاجی دین محمد صاحب مرحوم و مغفور حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ کے مرید خاص تھے اور ابا جی کا بھی ازحد اکرام و احترام کرتے تھے بقول شورش صاحب مرحوم انہیں لوہے کا کوٹہ درکار تھا مجھے یوں یاد ہے انہیں کوئی پرمٹ درکار تھا بہر حال انکے شریک کار کوئی اور صاحب تھے، جن سے ابا جی قطعاً واقف نہ تھے ان صاحب کو لیکر حاجی صاحب دہلی گئے۔ اور حضرت مولانا آزاد سے ملاقات کی کوشش کی۔ اتنے ہنگامی دور میں مولانا کے پاس وقت بھی نہ ہوگا۔ اجمل خاں صاحب (مولانا کے پرائیوٹ سیکرٹری) سے ان حضرات نے ملاقات کا وقت مانگا، انہوں نے عذر کر دیا۔ یہ بیٹھ گئے کہ وقت لیکر جائینگے۔ اجمل خاں بھی اڑ گئے اور صاف انکار کر دیا۔ مایوس ہو کر یہ حضرات ابا جی کے پاس آئے اور مذکورہ واقعہ کا قطعاً کوئی ذکر نہ کیا بلکہ اپنا معاملہ یوں پیش کیا کہ آپکی سفارش مولانا مان لیں گے ہمارے ساتھ تشریف لے چلیئے۔ اب حاجی صاحب سے صرف سرمایہ دار ہونے کی وجہ سے تو تعلق نہ تھا وہ سرمایہ دار ایسے تھے کہ انکے کارخانے میں نمازوں کے اوقات میں کام بالکل بند ہو جاتا اور حاجی صاحب معمولی ملازمین کے ساتھ جس صف میں جگہ مل جاتی کھڑے ہو جاتے اور جس روز حضرت مولانا تشریف فرما ہوتے نماز کے فوراً بعد وہ انکے جوتوں کے پاس آکر کھڑے ہو جاتے۔ اور حضرت مولانا جب فارغ ہوتے تو وہ جوتے اٹھا کر انکے آگے رکھ دیتے۔ ان وجوہ سے ابا جی انکی قدر کرتے تھے۔ انکے اصرار پر ابا جی مان تو گئے مگر کہا کہ شورش کو ساتھ لے لیتے ہیں۔ حاجی صاحب کو اتنی عجلت تھی کہ اس زمانہ میں انہوں نے دو سیٹیں ہوائی جہاز کی ریزرو کرائیں ایک اپنے لئے اور ایک ابا جی کے لئے لیکن ابا جی نے شورش صاحب اور حاجی صاحب سے فرمایا کہ آپ لوگ ہوائی جہاز پر جائیں میں گاڑی میں آؤنگا۔ وہ اپنے کارکنوں سے یہی سلوک کرتے تھے۔ شورش صاحب کی اللہ بال بال مغفرت فرمائے، جاتے ہوئے روزنامہ آزاد میں آٹھ کالمی سرخی لگا گئے کہ حضرت امیر شریعت مولانا آزاد سے اہم مذاکرات کے لئے بذریعہ طیارہ دہلی روانہ ہو گئے۔ حضرت امیر شریعت شورش صاحب کے بعد ریل